

میں پریشان ہوں!



میں ڈاکٹر کے پاس جاتا ہوں۔ میرے بدن میں شدید درد ہے، معدے میں جلن اور سر بوجھل ہے۔ ضرور میں کینسر کا شکار ہو گیا ہوں! جب میری بیوی اور بچے سنیں گے کہ میں اس قسم کا مریض بن گیا ہوں تو وہ کیا کہیں گے؟ اسی پریشانی کی حالت میں، میں اس ڈاکٹر کی کلینک میں پہنچا جس پر زیادہ بھروسہ رکھتا ہوں۔ وہ مجھ پریشان کو کیا بتائیگا؟

میری ساری پیچیدہ علامات سن کر اس نے مجھے متعدد ضروری ٹیسٹ کروانے کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد اس نے مجھے اپنے دفتر میں بلایا۔ میں نے اس کے سامنے بیٹھ کر ناخوش گوار خبر سننے کے لئے اپنے آپ کو مضبوط کر لیا۔ بہر حال بغیر کسی تاثر کے اس نے محض یہ کہا ”فکر نہ کریں! آپ ٹھیک ٹھاک ہیں!“ یہ سنتے ہی میں اس حیران کن بات کا یقین نہ کر سکا۔ ناممکن! میں بدترین صورت حال کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رہا تھا، اور پھر یہ عام سا جواب مل گیا۔ ”آپ پریشانی یا ٹینشن کا شکار ہو گئے ہیں۔ سب سے اچھا اور عمدہ علاج آپ کے لئے یہ ہے کہ آپ فکر کرنے کی عادت چھوڑ دیں! میں ابھی نسخہ دوں گا، لیکن سب سے خاص علاج واقعی وہی ہے جو میں کہہ چکا ہوں۔ آپ کو ضرور اتنی فکر کرنے اور بیزار ہونے سے پرہیز کرنا چاہئے!“

پریشانی سے ڈاکٹر کی فیس ادا کرتے ہوئے میں نے سوچا ”یہ کیسا ڈاکٹر ہے؟ کیا وہ ایک حقیقی بے چین کینسر کے مریض اور نفسیاتی مریض میں امتیاز نہیں کر سکتا؟“

بہت پریشانی اور حیرانی کے ساتھ میں اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں میرا غصہ آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہونے لگا اور آخر کار سوچ بچار کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکلا: شاید میں زیادہ جذباتی ہو گیا تھا اور ڈاکٹر کی تشخیص درحقیقت درست ہے!

آپ اس بات سے ضرور متفق ہوں گے کہ ہم بھی محنت اٹھانے والے اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگ ہیں!

بہر حال اگر آپ یہ وعدہ اپنی زندگی پر لاگو کر کے کچھ فائدہ لینا چاہیں، تو آپ کو اس کے دوسرے حصہ کو جانچنا ہوگا۔ یسوع مسیح نے کہا،

میرا جوا (جوٹ) اپنے اوپر اٹھا لو اور مجھ سے سیکھو۔
کیونکہ میں حلیم ہوں اور دل کا فروتن۔
تو تمہاری جائیں آرام پائیں گی۔ (4)

کیا آپ یسوع مسیح پر ایمان لاتے ہیں؟ اگر ایمان لاتے ہیں، تو پھر انہیں قبول کرنا اور ان سے سیکھنا چاہئے تاکہ جیسا انہوں نے فرمایا اپنی جان کے لئے آرام یعنی سکون پائیں۔

”بس، کافی ہے!“ میں نے سوچا۔ ابھی مجھے اس سب پر دھیان کرنا ہے، کہ کیا دلی طور پر مان سکتا ہوں یا نہیں۔ ایک سوال میرے ذہن میں آیا جو یہ تھا کہ کیا ان نئی اور مختلف باتوں سے میں کامیاب ہو جاؤنگا یا نہیں؟ یقیناً میرے دوست کی صلاح کاری میرے لئے بابرکت تھی لیکن کیا میری فکرمندی اور باطنی گھبراہٹ ان تعلیمات سے بدل جائیگی یا نہیں؟ میں کیسے اور کہاں سے شروع کروں؟ شاید پہلے مجھے ان آیات کو حفظ کرنا چاہئے اور زندہ یسوع مسیح کا دلی آرام قبول کرنا چاہئے؟ اس کے بعد میں دیکھوں گا کہ کتنی ترقی ہوئی۔ بڑے شوق سے میں شروع کرنا چاہتا ہوں! یہ دلی اور ذہنی سکون حاصل کرنے کے لئے میں سب کچھ دینے کو تیار ہوں!



حوالات انجیل مقدس سے:

1.1 پطرس 7:5 2. فلپیوں 7:6-4 3. متی 28:11 4. متی 29:11

☆ urdugeoversion.com

☆ free app: urdugeoversion



Open Book
Ministries

email: obm@generalmail.com

www.openbookministries.org

میرا دوست کچھ دیر ذرا بے چین نظر آیا، جیسے وہ ایک مشکل بات مجھے بتانا چاہتا ہو۔ یہی بات تھی، کیونکہ اس نے فوراً کہا ”مہربانی سے مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو ایک مشکل بات بتاؤں جس سے ممکن ہے شروع میں آپ خفا ہو جائیں؟“ اکثر اچھے دوست ایسی باتیں برداشت کر سکتے ہیں!

اس نے کہا ”میں نے یہ آیت آپ کو پوری نہیں بتائی۔ اس میں ایک نام یعنی یسوع مسیح یا حضرت عیسیٰ المسیح، شامل ہونا چاہئے۔ یعنی

خدا کا اطمینان جو سمجھ سے بالکل باہر ہے
تمہارے دلوں اور خیالوں کو یسوع مسیح میں محفوظ رکھیگا۔

خدا کے لاتبدیل کلام کے مطابق، خدا کا اطمینان جو سمجھ سے بالکل باہر ہے، صرف حضرت یسوع مسیح کے وسیلے سے ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں جو اپنا بیش بہا اطمینان عطا کرتا ہے اس کا دارومدار یسوع مسیح پر ہے۔

ایسا لگتا تھا کہ میرے دوست نے مجھے دیکھ کر محسوس کیا کہ ان باتوں سے میں زیادہ پریشان ہو گیا ہوں۔ اس پر اس نے سوچا کہ اتنا ہی کافی ہے! بہر حال، تاکہ میرے ذہن میں سب کچھ صاف اور تسلی بخش ہو جائے اس نے عرض کی کہ کیا میں ایک آخری بات پیش کروں؟ اس طرح اس نے میری صلاح کاری مکمل کی۔

وہ بتانے لگا کہ ”ایک دفعہ یسوع مسیح کے ارد گرد بہت لوگ موجود تھے جو روزمرہ زندگی کی ضروریات کے بارے میں فکر کر رہے تھے۔ ہماری طرح وہ بھی کھانے، لباس اور رہائش کے بارے میں پریشان تھے۔ یسوع مسیح نے ان سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا:

اے محنت اٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو،
سب میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں آرام دوں گا۔ (3)

یسوع مسیح نے اس طرح ان لوگوں کو اطمینان حاصل کرنے کی دعوت دی اور کیونکہ وہ اب بھی آسمان پر زندہ ہیں لہذا ہمیں بھی دعوت دیتے ہیں۔

اس وقت میرے لئے اس نئے خیال کو قبول کرنا بہت مشکل تھا۔ کیا میں صرف پریشانی کا شکار ہوں! کیا میں اس حد تک فکر کر رہا تھا؟ پہلے میں نے سوچا کہ میں دوسروں کی طرح عام آدمی ہوں۔ اگر میرا مسئلہ محض فکر کرنا ہو تو پھر میں کیسے اس کا مقابلہ کروں؟ کہنے اور کرنے میں فرق ہوا کرتا ہے! پیٹنگ یہ بڑے ڈاکٹر عام لوگوں کی پریشانیوں اور زندگی کے دباؤ کے بارے میں زیادہ تجربہ نہیں رکھتے! اپنے اتنے پیسے اور تعلیم کے بل بوتے پر مجھ سے یہ کہنا آسان ہے کہ فکر مت کرو! بہر حال میرے حقیقی مسائل موجود ہیں جن کا حل نہیں ہے۔ اگر میں ان کی بابت فکر نہ کروں تو پھر وہ کیسے حل ہوں گے؟

”ٹھیک ہے“ میں نے سوچا۔ لہذا میں کن معاملات کے بارے میں زیادہ فکر کرتا ہوں؟ واقعی یہ بہت واضح ہے۔ بچے اور ان کی اسکول فیس، جو ہر مہینہ میں مشکل سے جمع کرواتا ہوں۔ پھر میری نوکری ہے، جس میں کسی نہ کسی وجہ سے کافی روزمرہ پریشانیاں ہیں۔ اس کے علاوہ مہنگائی روز بروز بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ خاندان کو کافی آنا، چینی، دودھ اور سبزیاں مشکل سے ملتی ہیں۔ ساتھ ساتھ مجھے بجلی اور گیس کے بل ادا کرنے ہیں۔ اگر کوئی بیمار ہو جائے تو ہسپتال کا خرچہ بھی ہے! عموماً بیمار ہونے کی کوئی گنجائش نہیں! مزید شرمساری کی بات یہ ہے کہ میرے خاندان میں یگانگت اور ہم آہنگی موجود نہیں۔ بدقسمتی سے کسی نہ کسی وجہ سے ہم اکثر ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑتے ہیں۔ غالباً یہ اتنی حیرت انگیز بات نہیں کہ آج کل میں اکثر ناراض ہوتا ہوں اور مجھے رات کو زیادہ نیند نہیں آتی۔

پھر ابھی میں کیا کروں؟ اپنے آپ سے پوچھتا ہوں، کہ اگر میں ان سب مسائل کے بارے میں فکر نہ کروں، تو کس کو میری فکر ہوگی؟ یقیناً میں اس کا جواب جانتا ہوں: کسی کو نہیں!

جب میں اپنے گھر پہنچا تو مجھے پتا چلا کہ ایک پرانا اسکول کا دوست اتفاقاً مجھ سے ملنے آیا ہے۔ میری بیوی اور بچے بھی میرے منتظر ہیں اور ڈاکٹر کی باتیں بڑے شوق سے سننا چاہتے ہیں۔ پھر السلام علیکم کہنے کے بعد وہ سوال پوچھتے ہیں کہ ”آپ کی بیماری کے بارے میں ڈاکٹر نے کیا کہا؟ کیا اس نے آپ کو ٹیکہ لگایا؟ کیا آپ کو آپریشن کروانا ہوگا؟“

میں نے ہچکچاہٹ کے ساتھ انہیں سب کچھ بتایا۔ یہ میرے لئے ذرا تشویش اور

بے عزتی کی بات تھی۔ بہر حال اس وقت میں قائل ہو کر تقریباً ڈاکٹر کی ساری تشیص تسلیم کر چکا تھا، حالانکہ مجھے پتا نہ تھا کہ میں کس طرح اس فکر کی گرفت سے آزاد ہو سکتا ہوں۔ نیز میں نے محسوس کیا کہ میری حالت پہلے سے زیادہ بدتر ہو گئی ہے کیونکہ اس وقت میں اس نئی پریشانی کے بارے میں زیادہ فکر کر رہا ہوں۔ اُف۔ میں کتنا بد قسمت اور بے بس ہوں! ”اے قادر مطلق، اے خدا تعالیٰ، میں کیا کروں؟۔ میری مدد کر!“

وہ جو اس کے بعد ہوا میرے لئے انتہائی حیران کن ہے۔ یہ ممکن ہے کہ یہ صرف ایک اتفاق کی بات تھی، لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی شفقت کے مطابق میری دلیرانہ دعا کا جواب دے رہا تھا۔ میرا دوست اجازت لے کر بڑی افساری سے مجھے ہدایت کرنے لگا۔ زیادہ پریشانی کے سبب سے میں اپنی عزت اور فخر کو نظر انداز کر کے اُس کی باتوں پر توجہ دینے لگا۔ یہ پرانا دوست کس طرح میری مدد کر سکے گا؟

”بھائی“ اُس نے کہا۔ ”گزشتہ سال تک میں بھی آپ ہی کی طرح تھا۔ سچ سچ آپ تصور نہیں کر سکتے کہ میں کتنا بیزار اور فکر مند ہو گیا تھا! لیکن اُس وقت کسی نے مجھے مشورہ دے کر میری مدد کی اور ابھی وہی مشورہ آپ کو دینے کا موقع مجھے مل گیا ہے۔“

”معلوم ہوتا ہے کہ ہماری سوچ یہ ہے، کہ ہمیں ہر ایک بات کے بارے میں فکر کرنی ہے، ورنہ کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ یہ بھی لگتا ہے کہ ہم دلی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ کسی اور کو ہماری فکر نہیں ہوتی، چاہے ہم دوسروں کے بارے میں کتنی ہی فکر کیوں نہ کریں۔ کیا یہ بات سچ ہے؟ بہر حال میں نے سیکھ لیا کہ کوئی ہمارے بارے میں انتہائی شوق سے یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنی ساری پریشانیاں اُس پر ڈال دیں کیونکہ وہ انہیں اٹھانے کیلئے ہم سے زیادہ قائل ہے۔“

فوراً میں نے پوچھا ”وہ کون ہے؟ کیا وہ خدا ہے؟“

”درحقیقت“ اُس نے کہا۔ ”غالباً پہلے آپ نے اُس الہامی کتاب پر غور نہیں کیا، لیکن انجیل مقدس میں یوں مرقوم ہے

اپنی ساری فکر خدا پر ڈال دو کیونکہ اُس کو تمہاری فکر ہے۔ (1)

”فی الحقیقت اس طرح لکھا ہے، اور خدا کا کلام نہیں بدلتا اور کبھی منسوخ نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ خود اپنے کلام کا محافظ ہے! پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کو میری اور آپ کی فکر نہ ہو؟ یہ بات میری سمجھ سے بالکل باہر ہے! لہذا ہمیں یہ بات قبول کرنی چاہئے کہ اُس کو ہماری فکر ہے گو کہ ہم اس کے سامنے اپنے آپ کو ناچیز اور ادنیٰ سمجھتے ہیں۔ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ ہم اپنی ہر ایک فکر خدا پر ڈال دیں اور وہ لازمی طور پر یہ بوجھ اٹھا لیگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں یہ فکر واپس لے کر دوبارہ پریشان نہیں رہنا چاہئے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم عام طور پر یہ کرتے رہتے ہیں!“

دوست نے کہا ”پھر آپ اس کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ مجھے اُمید ہے کہ آپ یہ مشورہ سُن کر خفا نہیں ہوئے ہوں گے؟“

”میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کو مجھے مزید باتیں بتانی چاہئیں اور بالخصوص میں کیسے یہ سب کچھ عمل میں لا سکتا ہوں۔ اگر عملی طور پر میں کامیاب نہ ہوا تو کیا فائدہ ہوگا؟“

میرا جواب سننے ہی میرا دوست ہمت باندھ کر جانفشانی سے مجھے ایک اور ہدایت دینے لگا جس سے اُس کی بھی پریشانی دُور ہو گئی تھی۔ یہ ہدایت اس طرح تھی:

کسی بات کی فکر نہ کرو بلکہ ہر ایک بات میں تمہاری درخواستیں دُعا اور رحمت کے وسیلہ سے شکر گزاری کے ساتھ خدا کے سامنے پیش کی جائیں۔ تو خدا کا اطمینان جو سمجھ سے بالکل باہر ہے تمہارے دلوں اور خیالوں کو۔۔۔ محفوظ رکھیگا۔ (2)

”ٹھیک ہے“ میں نے سوچا۔ میں اپنی سینکڑوں فکریں خدا پر ڈال دوں گا کیونکہ اُس کو میری فکر ہے۔ اور ساتھ ساتھ خیال رکھوں گا کہ اپنی پریشانیوں کے بارے میں خدا سے دعا کرتا رہوں اور موجودہ برکتوں کے لئے اُس کا شکر کرتا رہوں۔ لیکن خدا کا یہ اطمینان جو سمجھ سے باہر ہے ایک نئی بات لگتی ہے! یہ کتنا پیارا احساس ہوگا! حقیقی اطمینان قلب! کیا یہ ممکن ہے؟

میں نے فیصلہ کیا کہ میں ضرور یہ اطمینان حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ دلی اور ذہنی سکون آج کل قطعی ناممکن ہیں! میں یہ کیسے حاصل کر سکتا ہوں؟